دہشتگردی کا خاتمہ اب فوج کے وقار کا مسئلہ بھی ہے

تحریر: سہیل احمد لون

یوم آزادی کا دن گزرے ابھی 2 دن بھی نہیں گزرے تھے کہ رمضان المبارک کی بابرکت رات لیلۃ القدر آ گئی۔ اس کے بعد عید الفطر منانے کی تیاریاں......! قومی پرچموں اور جھنڈیوں سے گلیاں کوچے اور بازار ابھی تک سجے تھے، شب قدر منانے کے لیے مساجد کو بھی سجایا گیا تھا، لوگ قومی اور مذہبی تہواروں کو منانے میں مصروف تھے کہ دہشت گرد اپنا ''مقدس'' فریضہ انجام دینے پی اے ایف منہاس بیس کامرہ پہنچ جاتے ہیں۔ ویسے تو اس بات کا انٹیلی جینس اداروں نے پہلے سے عندیہ دے رکھا تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں دہشت گردی کے واقعات ہونے کا خدشہ ہے جس میں پاک فضائیہ کو خاص طور پر حدف بنایا جا سکتا ہے۔ نیٹو سپلائی کی بحالی کے فیصلے کے بعد تو ہر ذی شعور شخص کو پتہ تھا کہ دہشت گردی کے سانپ ایک مرتبہ پھر اپنی بلوں سے باہر آ جائیں گے۔ یہ عام سانپ تو ہیں نہیں کہ جن کو اپنی جان کی فکر ہو یہ تو پٹاری یا بل سے باہر آتے ہی مرنے کے لیے ہیں۔ اس میں تو سارا کمال ہی بین بجانے والے کا ہے جو ''جہاد'' کی بین'' بجا کر ان کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ ان کو اپنی جان دینے میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ''جہاد'' کی بین بجانے والے یہ سپیرے خود تو مزے سے تماشہ دیکھتے رہتے ہیں مگر ان کے پیروکار مرنے کے لیے کسی بھی جگہ، کسی بھی وقت جانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ''جہادی'' سپیروں نے ان سانپوں کو پٹاریوں یا بلوں تک ہی محدود نہیں کیا ہوتا بلکہ کچھ مخصوص سانپوں کو خاص بندوں کی آستینوں میں بھی رہنے کے لیے بھیجا جاتا ہے جہاں وہ موقع یا آرڈر ملنے پر اس ہاتھ کو بھی ڈسنے سے گریز نہیں کرتے جن ہاتھوں نے ان کو دودھ پلا کر کاٹنے کے قابل کیا ہوتا ہے۔ عام سانپ اس وقت ڈستا ہے جب اس کو یہ محسوس ہو کہ اس کی جان خطرے میں ہے مگر ''جہادی'' سانپ صرف مرنے اور مارنے کے لیے ڈسنے کے لیے حملہ آور ہوتے ہیں۔ عام سانپ تو ایسی جگہ آنا پسند نہیں کرتا جہاں انسانوں کا ہجوم ہو مگر ''جہادی'' سانپ رش اور ہجوم والی جگہ پر آ کر 'جنت میں جانے کی کوشش کرتا ہے'۔ سانپوں کی طرح ''جہادی'' سانپ کی افزائش نسل کا عمل بہت تیز ہوتا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ''جہادی'' سپیرا مذہبی جنونی ہے جو ہر طرح کی غیر دہشتگردانہ منصوبہ بندی کو 'حرام'' سمجھتا ہے۔ ہماری پارلیمنٹ والے جیسے کسی بھی قانون یا عدالتی فیصلے کو اپنے لیے حرام اور دوسروں کے لیے حلال قرار دے دیتے ہیں ایسا کرتے ہوئے انہیں چاہے کرائے کے مفتی ہی کیوں نہ ڈھونڈھنا پڑیں۔ اگر ان کے حلال کو کوئی حرام کہہ دے تو اس کا جینا حرام کر دیا جاتا ہے یا حرام کی موت ہی مار دیا جاتا ہے۔ کچھ تو ایسے بھی ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ موت تو موت ہے حرام ہو یا حلال......! اگر دنیا میں منافقت بکنے کا بازار ہوتا تو ہم اس کے سب سے بڑے ایکسپورٹر ہوتے، حرام حلال کے معیار کے تعین میں بھی ہم ہمیشہ منافقت سے کام لیتے ہیں چونکہ ''جہادی'' سپیرے بھی ہماری دھرتی کے ہی ہیں بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس آبائی مرض سے بالاتر ہوں۔ لہذا ''جہادی' سپیرے بھی 'جہاد'' کی بین بجا کر دوسروں کو مرنے کے لیے مدہوش اور مست کر دیتے ہیں مگر اس بین میں خود مست ہو کر مرنا حرام سمجھتے ہیں۔ وطن عزیز میں گزشتہ کچھ برسوں سے تسلسل کے ساتھ ''جہادی'' سانپ اپنا ''مقدس فریضہ'' سرانجام دے رہے ہیں۔ اس میں حساس اداروں اور ان

کے سربراہان کونشانہ بنایا گیا جس میں حالیہ پاک فضائیہ کے منہاس بیس کامرہ کے علاوہ جی ایچ کیوراولپنڈی، نیول ہیڈکوارٹرز کراچی، کمانڈوز کاہیڈکوارٹر تربیلا، آئی ایس آئی کا ہیڈ آفس اسلام آباد، نیول کالج لاہور، وغیرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی ان کے زیرعتاب آتے رہے ہیں جن میں ایف آئی کی بلڈنگ لاہور، پولیس کے ٹریننگ سنٹروں اور تھانوں میں بھی دہشت گردی کے واقعات ہو چکے ہیں۔''جہادی'' سانپوں کا حدف عام لوگ سب سے زیادہ بنے ہیں محرم الحرام کا جلوس ہو یا کوئی مذہبی مجلس، شاپنگ پلازہ ہو یا مارکیٹس، دربار ہو یا عیدگاہ، فائیو سٹار ہوٹل ہو یا غریبوں کا تندور مارکہ ہوٹل ہر جگہ ''جہادیوں'' کی ستم ظریفی کا نشانہ غریب اور معصوم عوام بنے۔عسکری قیادتوں، سیاسی اور مذہبی رہنماءان کا حدف بھی بنے، انتہا تو یہ ہے کہ جنازے، مساجد، دربار، درگاہیں، عبادت گاہیں بھی اب محفوظ نہیں رہیں۔ 9/11 کے سانحہ کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ جو لفظ زیر بحث رہا وہ ''دہشت گردی'' ہے۔نیویارک، لندن اور میڈرڈ میں پیش ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کا ایسا نوٹس لیا گیا کہ ساری دنیا کی فضاء ہی بدل دی گئی۔برطانیہ، یورپ اور امریکہ میں امن وامان کی صورت حال کا ہمارے خطے سے ہر لحاظ سے بہتر ہے کیونکہ یہاں ''جہادی'' سانپ اگر قابو آجائے تو اس کو کبھی چھوڑا نہیں جاتا۔''جہادی'' سانپ کا سر کچلنے سے قبل اس سے یہ بھی اگلوایا جاتا ہے کہ کس کی بین بجانے پر وہ مست ہوئے، کس کس کو ڈسنے کا پلان ہے۔ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ پہلے تو ہم ان کو پکڑ ہی نہیں پاتے، اگر ''تکا'' لگ بھی جائے تو عدالت ان کو رہا کردیتی ہے، اگر خدانخواستہ عدالت کسی کو سزا دے کر جیل بھیج دے تو جس جیل میں ان کو رکھا جائے باقی قیدیوں کی بھی موج ہوجاتی ہے، کیونکہ ان کو چند لوگ کچھ منٹوں میں آزاد کروا کرلے جاتے ہیں۔یہ بھی المیہ ہے کہ پرویز مشرف پر حملہ کرنے والا آزاد پاکستان میں گھوم رہا ہے بلکہ بہت کچھ گھما رہا ہے مگر پرویز مشرف سب سے پہلے پاکستان کہنے کے باوجود اس ملک میں آنے کی جرات نہیں کرسکتا جہاں پر وہ کچھ عرصہ قبل سیاہ سفید کا مالک بنا بیٹھا تھا۔مہران بیس کراچی کے دہشت گردی کے واقعہ میں حساس ادارے کا کافی نقصان ہوا مگر پاک فضائیہ نے کامرہ میں میں ہونے والی دہشت گردی میں ''جہادی'' سانپوں کے سر کوئی بڑا نقصان ہونے سے قبل ہی کچل دیئے۔اس میں ایک جوان آصف رمضان موقع پر شہید ہوا، جبکہ دوسرا جوان محمد اقبال ہسپتال جاکر خالقِ حقیقی کے حضور سُرخرو ہوا۔ایئر کموڈور محمد اعظم نے بیس کا کمانڈر ہونے کا حقیقی حق ادا کردیا اور فرنٹ سے لیڈ کرتے ہوئے زخمی ہوئے۔انٹیلی جنس اداروں کی رپورٹ کے بغیر ہی سب کو معلوم ہے کہ ایسے حملے ہوتے رہیں گے۔اس کو نیٹو سپلائی کی بحالی کا ردعمل کہا جاسکتا ہے اور چیف آف آرمی سٹاف کی جشن آزادی کے موقع پر بیان کا جواب بھی سمجھا جاسکتا ہے۔بھارت میں کہیں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آجائے بغیر کسی تصدیق کے دوسرے منٹ میں سرکاری طور پر پاکستان کو اس کا قصوروار ٹھہرا دیا جاتا ہے، امریکہ، یورپ یا برطانیہ میں کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آجائے تو اس کا کھرا پاکستان سے نکلتا ہے۔یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارا خطہ ''جہادی'' سپیروں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔''جہادی'' سانپوں کو ختم کرنا ممکن ہے البتہ ''جہادی'' سپیروں سے نبٹنے کے لیے لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ہمیں اس سوچ کو ختم کرنا ہوگا جس کی وجہ سے حالات اس حد تک پہنچ چکے ہیں۔کامرہ کے واقعہ میں عدنان رشید کے ملوث ہونے کا امکان ظاہر کیا جارہا ہے، کیونکہ وہ کچھ عرصہ پاک فضائیہ میں ملازمت کرچکا ہے۔عدنان رشید تو پاک فضائیہ کو کب کا خیرباد کہہ کرکے جہادی تنظیم میں شامل ہوگیا۔مگر آج بھی حساس اداروں سمیت

ملک کے ہر طبقے سے کچھ لوگوں کی حمایت ایسی تنظیموں کے ساتھ ہے۔اس حمایت کا اظہار امریکی سپاہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت پر دیکھا گیا تھا جہاں لوگ اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے نظر آئے، کاکول اکیڈیمی کی بغل میں اسامہ کا رہائش پزیر ہونا بھی اس بات کی دلیل تھی کہ اس کی سوچ کو مقامی حمایت حاصل رہی ہوگی۔''جہادی''سپیروں کی بین پر مست ہونے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اس میں حساس ادارے کے لوگ بھی شامل ہیں۔یہ ایک نظریاتی جنگ ہے جسے لوگوں کا شعور بیدار کیے بغیر جیتنا ناممکن ہے۔انتہاپسندی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے لیے تعلیم کا نظام درست کرنے کی ضرورت ہے۔باہمی اتحاد عوام کو قوم بنانے کا اہم ترین جزو ہوتا ہے جو برداشت کے بغیر ممکن نہیں، برداشت کا تعلق شعور سے ہے اور شعور مناسب تعلیم کے بغیر ممکن نہیں۔مناسب تعلیم سے جب ہمارے دل کشادہ اور سوچ میں وسعت آجائے گی تو ہم پر کسی بھی ''جہادی''سپیرے کی بین کا اثر نہیں ہوگا۔اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر دہشت گردی کو مقدس فریضہ سمجھنے اور اس کا پرچار کرنے والوں کی باتوں پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ دہشتگردی کے خلاف جنگ جیتنا افواج پاکستان کے وقار کا مسئلہ بھی ہے کیونکہ فوج تو ہوتی ہی دبدبے کی بنیاد پر ہے اور جس فوج کے بارے میں یہ مشہور ہو جائے کہ یہ دہشتگردوں کے ایک گروہ پر قابو نہیں پاسکی اُس کے بارے میں ہمسایہ ممالک کی افواج کی کیا رائے ہوگی۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

17 -08-2012

sohailloun@gmail.com